الوعی الاسلامی کویت (عربی مجلہ)

تلخیص از جناب ضیاء الدین اصلاحی

افریقہ میں اشتراکیت کا خطرہ

اس وقت براعظم افریقہ پر قابض ہونے کے لئے مختلف عالمی قوتوں کے درمیان کشمکش برپا ہے۔ ایک طرف اشتراکی تحریک یہاں اپنا اثر و نفوذ بڑھا رہی ہیں۔ دوسری طرف مغربی استعماری طاقتیں اسے ہڑپ کرنے کی فکر میں ہیں۔ تیسری طرف صیہونیت بھی استعمار پسندوں کی مدد سے اس براعظم کے ملکوں میں دخل انداز ہونا چاہتی ہے۔

ان عالمی قوتوں کے وسائل و ذرائع جدا جدا ہیں۔ لیکن اسلام دشمنی میں سب متحد ہیں۔ اور یہ سمجھتی ہیں کہ اسلام ہی ایک ایسی طاقت ہے جو ان کے سیاسی، اجتماعی اور اقتصادی نظام کو پاش پاش کر سکتا ہے۔

اسلام دشمنی سے قطع نظر کمیونزم کی افریقہ پر حریصانہ نظر اس لئے بھی ہے کہ یہ دنیا کے مالدار براعظموں میں سے ہے اس کا رقبہ کل کرۂ ارضی کے رقبہ کا ۱/۵ ہے جب کہ اس کے باشندے پوری دنیا کے باشندوں کے مقابلہ میں صرف آٹھ فیصدی ہیں۔ ہر چیز کی عالمی پیداوار میں اس کا بڑا حصہ ہے۔ دنیا کا ۹۸ فیصدی ہیرا، ۵۵ فیصدی سونا اور ۲۵ فیصدی تانبا یہاں ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ دوسری معدنی اور کیمیاوی اشیاء کی بھی بہتات ہے جنگلوں سے لکڑیاں اور چراگاہوں سے گھاس وافر مقدار میں ہوتی ہے۔ سمندر سے حاصل ہونے والی دولت اور غذائی اشیاء الگ ہیں۔ نائیل کے تیل کے علاوہ لیبیا، الجزائر، نائجیریا اور زمبیا وغیرہ میں پٹرول کے چشمے ہیں۔

افریقہ رقبہ کے لحاظ سے ایشیا کے بعد دوسرا بڑا براعظم ہے۔ اور ۱۹۷۲ء کی مردم شماری کے مطابق اس کے باشندوں کی تعداد ۳۰۰ ملین ہے۔ ملکوں کی کثرت کی وجہ سے اقوام متحدہ میں سیاسی نمائندگی کے اعتبار سے بھی اس کا بڑا وزن ہے اور جغرافیائی حیثیت سے بھی اس کی اہمیت ہے اس بنا پر اس کے لئے اشتراکی اور مغربی مسیحی قوتوں کے درمیان کشمکش کا ہونا تعجب خیز نہیں۔

اشتراکی قوتیں افریقہ پر غالب آنے کے لئے اسلام سے اس لئے برسرپیکار ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ اس کی تعلیمات کے اندر اشتراکیت کے الحادی نظریات کے مقابلہ کی پوری صلاحیت و قوت موجود ہے۔ اسی لئے وہ مسلمانوں کو اپنے ان باطل افکار و نظریات کی طرف مائل کرنا چاہتی ہیں جن کا سرچشمہ روحانیت کے بجائے مادیت و الحاد ہے۔ کمیونسٹوں کا

اصلی منصوبہ یہ ہے کہ وسط ایشیا کی طرح یہاں سے بھی اسلام کا اثر و نشان مٹا کر اسے سرخ اشتراکی پرچم کے نیچے کر دیں تاکہ مارکس، لینن اور ملگانن کا مادی اشتراکی نظریہ یہاں کے مسلمانوں کا عقیدہ اور دستور حکومت بن جائے۔ کیونکہ یہ اسلامی براعظم سمجھا جاتا ہے۔ ۱۹۷۰ء کی مردم شماری کے مطابق ۳۰۰ ملیون میں ۲۵۰ ملیون مسلمان ہیں۔

روس، چین اور ان کی حاشیہ بردار حکومتیں افریقہ میں اپنا تسلط و اقتدار قائم کرنے کے لئے پوری تیاری اور قوت کے ساتھ میدان میں آگئی ہیں۔ اسی غرض سے انہوں نے یہاں کی آزادی پسند اور استعمار دشمن وطنی تحریکوں کی طرف رخ کیا ہے۔ حالاں کہ ان تحریکوں کو اگر قدیم استعمار سے چھٹکارا مل بھی جاتے تو وہ اشتراکیت کی صورت میں ان سے بھی زیادہ خطرناک استعمار کا شکار ہو جائیں گی۔ جس کے فوجی و سیاسی تسلط کی سخت گرفت قبائل اور حکومتوں کو بالکل ہی بے بس اور مجبور بنا دیتی ہے۔

اس زمانہ میں دنیا کی سب سے خطرناک قوت اشتراکیت ہے۔ یہ دنیا کی تمام حکومتوں کو اپنے قبضہ میں کر کے ماسکو کے سامنے سرنگوں کرنا چاہتی ہے اور اسی کو ان کا پایہ تخت بنانا چاہتی ہے۔ اس وقت افریقہ اس کا خاص نشانہ ہے۔ اس سے پہلے وہ مشرقی ایشیا میں ویت نام اور کمبوڈیا کو اپنا شکار بنا چکی ہے۔

اشتراکی قوتوں نے عرب و اسرائیل کشمکش سے فائدہ اٹھا کر مصر جیسے اسلام کے مضبوط و محفوظ قلعہ میں دخل اندازی کرنا چاہی تھی لیکن یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔ مگر اس کے بعد بھی اس نے ہار نہیں مانی۔ اور اب وہ مشرقی افریقہ کی ایک حکومت میں اپنا قدم جمانا چاہتی ہے۔ اس علاقہ پر عالمی اشتراکی تحریک کی نظر اس لئے مرکوز ہو گئی ہے کہ یہ عالم اسلام کے قلب یعنی دنیائے عرب سے بہت قریب ہے۔ یہاں اشتراکی انقلاب کے اثرات ظاہر ہو چکے ہیں۔ ایتھوپیا میں اس کے موافق نظام حکومت قائم ہو چکا ہے۔ صومالیہ اور تنزانیہ میں بھی اس کی لہریں چل رہی ہیں۔ اور بحر احمر کے جنوبی مدخل میں اس کی فوجی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ سوڈان کو اشتراکیت کے اثر و نفوذ میں لانے کا منصوبہ بنایا جا چکا تھا۔ مگر وہاں کی کمیونسٹ پارٹی ٹوٹ پھوٹ گئی حالاں کہ اسے مشرقی افریقہ کی سب سے طاقتور کمیونسٹ پارٹی سمجھا جاتا تھا۔ موزمبیق پر اشتراکی اقتدار قائم ہو چکا ہے۔

مغربی افریقہ میں بھی اشتراکیت کا عمل دخل شروع ہو چکا ہے۔ انگولا میں بائیں بازو کی کمیونسٹ پارٹیاں اپنا نظام حکومت قائم کرنے کے لئے وہاں کی آزادی پسند اپنی حلیف پارٹی کی مدد کر رہی ہیں۔ وہ زائر کی حکومت کو بھی امداد دے کر وہاں کمیونسٹ نظام حکومت قائم کرنے کے لئے مداخلت کر رہی ہیں۔ یہ افریقہ کی مالدار اور رقبہ کے لحاظ سے بھی ایک بڑی حکومت ہے۔

کمیونسٹ مختلف افریقی حکومتوں کے درمیان اختلاف اور کشمکش بھی پیدا کر رہے ہیں۔ اریٹیریا کے باغی انقلاب پسندوں سے جنگ کرنے کے لئے ایتھوپیا کی فوجی حکومت کو امداد پہنچا رہے ہیں۔ جنوب مغربی افریقہ

میں نامیبیا کی آزادی کی تحریک میں روس مداخلت کر رہا ہے۔ چین، تنزانیہ اور اس کے قریب کی بعض افریقی حکومتوں میں اشتراکیت کی بنیادیں قائم کر رہا ہے۔ زمبیا۔ روڈیشیا اور جنوبی افریقہ کو بھی وہ مالی اور فوجی امداد دے رہا ہے جو مجاہدین کی صفوں میں داخل ہو کر تخریب کاری شروع کر دیں تاکہ جب یہ ممالک آزاد ہوں تو ان کی باگ ڈور اس کے قبضہ میں رہے۔

اشتراکی اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے افریقیوں میں استعمار کے خلاف نفرت و اشتعال بھی پیدا کر رہے ہیں۔ کمیونسٹ تحریکیں افریقیوں کا انتخاب کر کے انہیں تربیت دینے کے لئے ماسکو بھیجتی ہیں تاکہ یہ اپنے ملکوں کی قیادت کریں اور آئندہ کمیونسٹ نظام حکومت قائم کرنے کے لئے مفید و معاون بنیں۔

روس اور چین کی طرح فرانس کے کمیونسٹ بھی اشتراکی افکار کی اشاعت کے لئے ان افریقی ملکوں میں پھیلے ہوتے ہیں۔ جن کی زبان فرانسیسی ہے۔ افریقہ کے مختلف شہروں میں اشتراکی پروپیگنڈہ کے ثقافتی مرکز قائم ہو گئے ہیں یہ کتابیں اور رسالے شائع کر کے تقسیم کرتے ہیں۔

افریقیوں کی غربت و جہالت، بغاوت پسندی، استعمار دشمنی اور قبائلی و طبقاتی نظام کی وجہ سے بھی ان کی سرزمین اشتراکیوں کے لئے ہموار ہو گئی ہے۔ اس لئے کمیونزم کے الحادی اثرات برابر جڑ پکڑتے جا رہے ہیں۔

افریقہ میں عیسائی قوت دم توڑ رہی ہے۔ کروڑوں ڈالر خرچ کرنے۔ بیشمار تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کرنے اور متعدد معاشی منصوبے بنانے کے بعد بھی جب ان کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا کہ افریقہ تمام تر عیسائی علاقہ بن سکے بلکہ الٹے وہاں اسلام کی ترویج و اشاعت ہو رہی ہے اور افریقی حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں یہاں تک کہ امراء، رؤسا اور وزراء بھی اسلام قبول کر کے مسیحیت چھوڑ رہے ہیں تو اس سے گھبرا کر عیسائیوں نے بھی افریقہ میں کھلم کھلا یا پوشیدہ طور پر عالمی اشتراکی تحریک کے لئے راہ ہموار کرنا شروع کر دیا ہے۔ لیکن دنیا کے سامنے یہی ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ افریقہ میں اشتراکیت سے برسر پیکار ہیں۔

بالآخر تمام تحریکوں کی طرح اشتراکیت کا انجام بھی افریقہ میں بے اثر ثابت ہوگا۔ کیونکہ تمام افریقی قبائل کے نزدیک دین ہی سب سے قیمتی متاع ہے۔ کمیونسٹ اور دنیا کی اور دوسری تمام طاقتیں متحد ہو کر بھی نہ افریقہ کو اسلام سے منحرف کر سکتی ہیں اور نہ اسے اسلامی براعظم بننے سے روک سکتی ہیں۔ اس سے پہلے بھی اسلام کی راہ میں دشوار گذار گھاٹیاں حائل ہوتی رہی ہیں۔ مسلمانوں کو دین حق سے برگشتہ کرنے والے افکار و نظریات اٹھتے رہے ہیں اور نہایت زبردست قوتیں اسلام سے جنگ کرتی رہی ہیں لیکن ان سب کو شکست فاش ہوئی۔ گذشتہ دور کی طرح آج بھی ہم اسلام ہی کے ذریعہ فتح و نصرت حاصل کریں گے۔ اسلام کا نور دنیا سے کبھی مٹ نہیں سکتا۔ اس لئے افریقہ میں تمام اشتراکی سرگرمیوں کے بعد بھی اسلام باقی رہے گا۔ اور اس کے ماننے والوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوگا۔ اور

اشتراکیت کو یہاں سے ناکام ہو کر الٹے پاؤں لوٹ جانا پڑے گا۔

البتہ افریقہ میں اشتراکیت کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کے پیش نظر یہاں اسلامی دعوت و تبلیغ کے نظام کو بہت مستحکم اور منظم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اسلام کے دشمنوں کے ارادے خاک میں مل جائیں۔ نوجوانوں پر خاص طور سے دھیان دینا چاہئے یہی مستقبل کا سرمایہ اور اثاثہ ہیں۔ مگر یہی آسانی سے اشتراکی جال میں گرفتار بھی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اشتراکیت ہمیشہ نوجوانوں ہی میں پھلتی اور پھولتی ہے۔

منظم اسلامی دعوت و تبلیغ ہی کے ذریعہ اشتراکیت کی ذلت و خواری کا سامان مہیا کیا جا سکتا ہے جو افریقیوں پر اپنا تسلط جما کر ان کو اسی طرح غلام بنانا چاہتی ہے جس طرح اس سے پہلے سفید فام لوگوں نے ان کو غلام بنایا تھا۔

جب اشتراکیت وسیع اسلامی دنیا سے ایک ایسی اسلامی سلطنت کو کاٹ کر اپنے حیطہ اقتدار میں کر سکتی ہے جو امت کے برگزیدہ افراد اور علماء و فضلا کا گہوارہ رہی ہے۔ اور جس کی خاک سے علوم حدیث و تفسیر میں امام بخاریؒ اور ریاضیات میں خوارزمی اور بیرونی جیسے اصحاب کمال پیدا ہو چکے ہیں۔ اسی طرح جب وہ دنیا کی مختلف اسلامی آبادیوں کے ۴۰ ملیون سے زیادہ لوگوں کا رشتہ ان کے مسلمان بھائیوں سے کاٹ سکتی ہے۔ اور اشتراکی چین اپنی سرزمین کے ۲۰ ملیون سے زیادہ مسلمانوں کا تعلق ان کے مسلمان بھائیوں سے ختم کر سکتا ہے۔ اور جنوب مشرقی ایشیا میں اسلام سے جنگ کرنے کے لئے جد و جہد کر سکتا ہے۔ تو کیا ایسی صورت میں اسلامی سلطنتوں اور عرب حکومتوں کو افریقہ کی سرزمین پر ہونے والے واقعات کے مقابلہ میں چپ چاپ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھا رہنا چاہئے اگر وہ خاموش رہے تو اشتراکیت مشرقی ایشیا اور مغربی افریقہ پر چھا جائے گی۔ اور وہ بلاد اسلام کے قلب یعنی عالم عربی کو بھی بقیہ اسلامی ملکوں سے الگ تھلگ کر دے گی۔

رابطہ عالم اسلامی (مکہ) ادارہ بحوث اسلامیہ (قاہرہ) ادارہ جامع ازہر، جمعیت دعوت اسلامی (لیبیا) ادارہ تحفظ قرآن (تیونس)، رابطہ علماء (مغرب) اور خود افریقی ملکوں کی وزارت اور ادارۂ امور اسلامی وغیرہ جو کچھ جد و جہد کر رہی ہیں ان سے نہ وہ کمیونزم کے چیلنج کو روک سکتی ہیں اور نہ ان جگہوں سے اس کو ختم کر سکتی ہیں جہاں وہ پھیل رہا ہے یہ ساری جد و جہد متحدہ طور پر ایک اسلامی مرکز کے ماتحت ہونی چاہئے۔ اگر چہ جن اداروں کا ذکر ہوا ان کی کوششیں انفرادی اور اپنے اپنے دائرہ میں ہو رہی ہیں کسی ایک کا دوسرے سے نہ معمولی واسطہ اور رابطہ ہے اور نہ کسی قسم کی ہم آہنگی اور نہ اشتراک ہے۔

اسلامی مکاتب اور عربی زبان کی تعلیم کے مدارس کھول دینے یا افریقی ملکوں کے کسی پایہ میں مسجد تعمیر کر دینے سے اس خطرہ کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا جو افریقہ کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

مبلغین کو اسلام کا پیغام اور عربی ثقافت وتہذیب کو افریقہ کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کے لئے بڑے بڑے شہروں سے لے کر معمولی معمولی دیہاتوں جنگلوں اور جھاڑیوں میں پہنچنے کی ضرورت ہے۔ تمام اسلامی اور عربی حکومتوں، مسلم جماعتوں اور افراد کو اس وقت افریقہ کے مسئلہ پر توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اشتراکی خطرہ سے باہر آسکے۔

جن حکومتوں کو اللہ نے پٹرول کی دولت سے نوازا ہے ان کو اپنی سالانہ آمدنی کا ایک معتدبہ حصہ افریقہ میں دعوتِ اسلامی کے مقدس کام کے لئے وقف کر دینا چاہئے۔ وہ کمیونزم کے خطرہ کے مقابلہ کے لئے کافی نہیں ہے۔

اسلام کو افریقہ میں اشتراکی قوت کے مقابلہ کے لئے ایک بڑی طاقت بن کر ظاہر ہونا چاہئے تاکہ افریقہ سے اشتراکیت کا استیصال ہو جائے۔ یہ کام وہی لوگ انجام دے سکتے ہیں۔ جو دین کے حامل، اسلامی عقائد میں راسخ، افریقی قبائل کی تاریخ، ان کی زبان، لہجے، اور رسوم وعادات وغیرہ سے واقف ہوں۔

مسلمان مبلغوں کو افریقہ میں جنگ کرنے والوں کی صفوں میں داخل ہو کر کام کرنا چاہئے۔ کیونکہ جو لوگ کسی خاص معاملہ کی خاطر جنگ کر رہے ہوں اگر ان کے اندر دینی شعور پیدا ہو جائے اور وہ اسلامی عقیدہ میں راسخ ہو جائیں تو ان کو شکست سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا۔ کیونکہ عقیدہ کی خاطر لڑی جانے والی جنگ کا انجام فتح وکامرانی ہے۔

ماضی میں مسلمانوں کی غفلت نے یورپ، ایشیا اور دنیا کے دوسرے خطوں کی ایسی زمینیں گنوائی ہیں جو کبھی اسلامی علوم وفنون کا مخزن اور دینی تہذیب وثقافت کا گہوارہ رہی ہیں۔ آج افریقہ کے اشتراکیت کے گود میں چلے جانے کا خطرہ اور اندیشہ لاحق ہے۔ اس لئے مشرق ومغرب کے تمام مسلمانوں کو بیدار ہو جانا اور اپنے افریقی بھائیوں کی مدد کے لئے کمربستہ ہو جانا چاہئے۔

(بشکریہ معارف، تلخیص از الوعی الاسلامی کویت۔ جنوری ۱۹۸۱ء)

قارئین الحق

الحق کچھ عرصہ سے کتابت وطباعت کے علاوہ سنسر کی مشکلات کی وجہ سے دیر سے شائع ہوتا ہے۔ مگر شائع ہوتے ہی قارئین کے لئے سپرد ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ اکثر قارئین کو یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ شاید انہیں تاخیر سے بھیجا جاتا ہے جب کہ ایسی صورت حال نہیں ہے۔ تاہم پچھلے دو ماہ سے پرچہ کی اشاعت بروقت ہو گئی ہے۔ اگر کسی کو پرچہ نہ ملے تو ڈاک خانہ سے شکایت کریں۔ نیز جس خط پر خریداری نمبر نہ ہوگا ادارہ اس کی تعمیل سے قاصر رہے گا۔